تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کا ترجمان

ماہنامہ
جلد نمبر:10
شمارہ:04-05

انٹرنیٹ گزٹ
اپریل، مئی 2020ء

المنار

علم و عمل

TALEEM-UL-ISLAM COLLEGE RABWAH
علم و عمل

زیر نگرانی: شعبہ اشاعت-تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن-یو.کے

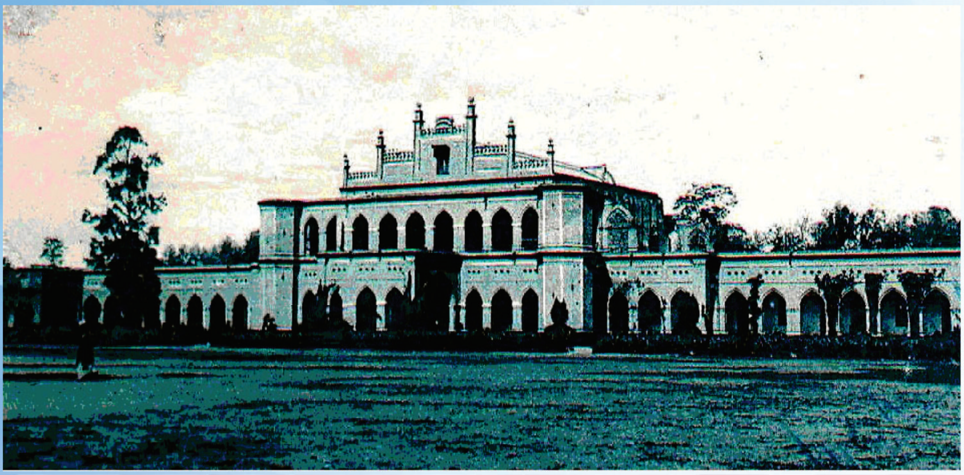

Taleem-Ul-Islam College Old Students Association - UK
181, London Road, Mordan, SM4 5HF, London.
Ph. 020 8877 5510, 7886304637 - Fax: 020 8877 9987
ticosauk2017@gmail.com - www.alminaruk.com

قال اللہ تعالیٰ

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جیسا کہ تم سے پہلوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔

(البقرہ:184)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث قدسی ہے کہ خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا:

''روزہ میرے لئے ہے اور اس کی جزا میں (دیتا) ہوں۔''

(صحیح بخاری کتاب الصوم)

ملفوظات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

''روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل میں یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے۔ روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اُسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزے سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے اور جو لوگ محض خدا کیلئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد و تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102 جدید ایڈیشن)

ارشاد حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

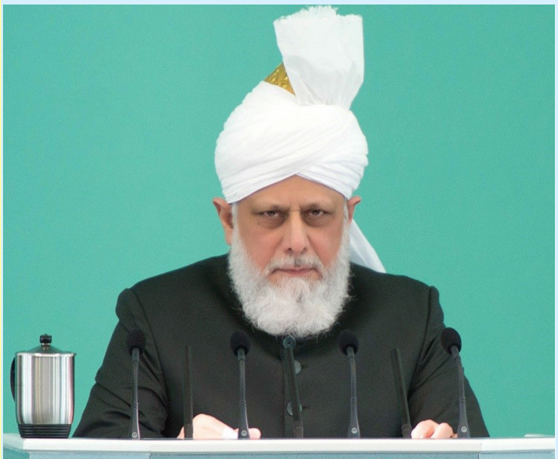

☆ رمضان دعاؤں، قربِ الٰہی پانے، عبادات اور حقوق العباد ادا کرنے کا مہینہ ہے۔ ☆ خدا تعالیٰ کا عبد بننا اور دعاؤں کی قبولیت کا نظارہ دیکھنا ایک مجاہدہ کو چاہتا ہے اور رمضان کے روزے بھی ایک مجاہدہ ہیں جو اس کا ادراک حاصل کرتے ہوئے ایک مومن کو رکھنے چاہئیں۔ ☆ دعاؤں کی قبولیت کے لئے ضروری ہے کہ بندہ خدا تعالیٰ کی بات کو سن کر اس پر لبیک کہے اور خدا تعالیٰ پر اپنے ایمان میں پختگی پیدا کرے اور اس میں ترقی کرے تبھی ہدایت پانے والا اور حقیقی مومن کا مقام بھی حاصل ہوگا۔

(الفضل 18 اگست 2010)

چند خوشگوار یادیں

(محترم مولانا بشیر احمد رفیق صاحب مرحوم۔سابق امام مسجد فضل لندن)

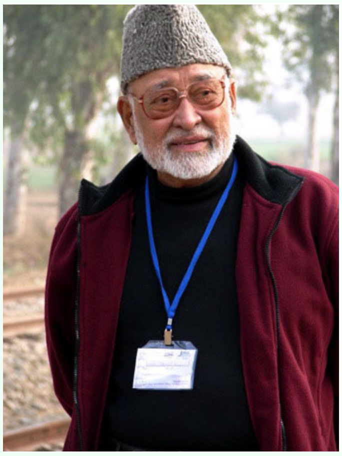

1949 سے 1953ء تک میں ٹی آئی کالج لاہور کا طالب علم تھا اور اردو سوسائٹی کا پریزیڈنٹ بھی تھا۔ ایک دفعہ ہم نے پروگرام بنایا کہ لاہور کے مشہور ادیبوں، شاعروں اور اہل قلم سے رابطہ کرکے انہیں کالج کی اردو سوسائٹی سے متعارف کرایا جائے اور انہیں سوسائٹی کی ماہانہ میٹنگ میں شرکت کی بھی دعوت دی جائے۔ ہم نے پہلی ملاقات کیلئے جناب شوکت تھانوی صاحب کو چُنا اور ان سے ملاقات کیلئے وقت مانگا۔ اُن دنوں جناب جگر مرادآبادی لاہور آئے ہوئے تھے اور متعدد مشاعروں میں حاضرین سے داد وصول کر رہے تھے۔

میرے ایک دوست نے جب یہ سنا کہ میں جناب شوکت تھانوی کی ملاقات کیلئے جا رہا ہوں تو انہوں نے بہت اصرار کیا کہ میں انہیں بھی اپنے ساتھ لے جاؤں۔ انہیں جناب تھانوی صاحب سے ملاقات کا بے حد شوق تھا۔

ہم وقت مقررہ پر جناب تھانوی صاحب کے دردولت پر حاضر ہوئے گھنٹی بجائی۔ ایک نوکرانی نے دروازہ کھولا اور کہا کہ جناب تھانوی صاحب سو رہے ہیں۔ اس لئے وہ ملاقات نہیں کرسکیں گے۔ میں نے اسے بتایا کہ ہم نے تھانوی صاحب سے باقاعدہ ملاقات کا وقت اور دن طے کیا ہوُا ہے۔ ہم انہیں ملے بغیر نہیں جائیں گے۔ خیر بالآخر اس نے بیٹھک کا دروازہ کھولا اور ہمیں انتظار کرنے کو کہا۔ ہم کچھ دیر بیٹھے رہے کہ اتنے میں جناب شوکت تھانوی صاحب ڈریسنگ گاؤن میں ملبوس آنکھیں ملتے ہوئے اور منہ میں پان کی گلوری رکھے ہوئے کمرہ میں داخل ہوئے۔ اور اس بات پر معذرت کا اظہار کرتے ہوئے کہ وقت مقررہ پر وہ ہمارا استقبال نہیں کرسکے۔ فرمایا۔ رفیق صاحب! ان دنوں جگر کی وجہ سے رات کو جلد سونے کا موقع نہیں ملتا اس لئے صبح کو جلد اٹھنا بھی ممکن نہیں ہوتا۔ میرے دوست جو میرے ساتھ تشریف لے گئے تھے۔ فوراً بولے شوکت صاحب آپ کو جگر کی تکلیف کب سے ہے۔ تھانوی صاحب مسکرا کر بولے۔ بھئی۔ میرا جگر خدا کے فضل سے سلامت ہے میں جناب جگر مرادآبادی کی بات کر رہا تھا۔ جن کے ساتھ مشاعروں میں شامل ہوکر رات گئے گھر واپس آنا پڑتا ہے۔ تھانوی صاحب سے ملاقات کے بعد باہر آکر میں نے قہقہہ لگایا اور پوچھا۔ کیوں جی۔ اب سمجھ آئی کہ جگر مرادآبادی کا تذکرہ تھا۔ تھانوی صاحب کے جگر کا نہیں۔

عابدوں کا نخل ایماں فضل سے شاداب رکھ
تشنہ روحوں کو لقاء سے ہر گھڑی سیراب رکھ
تیرے بندے جب بھی آئیں در پہ تیرے اے خدا
اپنی رحمت کا کھلا ان کیلئے ہر باب رکھ

(محترم مولانا عطاء المجیب راشدؔ صاحب۔امام مسجد فضل لندن)

ادارتی بورڈ ممبران

سید نصیر احمد۔رانا عبدالرزاق خان۔بشیر احمد اختر۔عطاء القادر طاہر

پروف ریڈنگ

سید حسن خان۔میر شفیق احمد۔منیر الحق شاہد۔رانا عرفان احمد

محترم عنایت اللہ صاحب

(تعلیم الاسلام سکول اور کالج کے سابق استاد)

میرا بچپن تین سال سے بارہ سال کی عمر تک قادیان میں گزرا ہے ۔ بزرگوار قاضی عبداللہ صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے 313 صحابہ میں سے تھے، میرے خالو جان تھے۔ان کی چھوٹی بیوی امتہ الرشید صاحبہ میری خالہ جان تھیں۔اُن کی اپنی کوئی اولاد نہ تھی اسلئے وہ مجھے تین سال کی عمر میں میری اماں جی سے اپنے پاس قادیان لے آئیں۔بزرگوارم خالو جان لمبا عرصہ تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ہیڈ ماسٹر رہے۔اس سے پہلے 1914ء میں وہ انگلستان میں بطور مربی بھی گئے ۔ خالہ جی نے مجھے قاعدہ یسّرنا القران شروع کرادیا اور جلد ہی میں نے قرآن کریم ختم کرلیا۔چھ سال کی عمر میں خالو جان نے مجھے تعلیم الاسلام سکول میں داخل کروادیا۔اس وقت بزرگوارم سیّد محموداللہ شاہ صاحب ہیڈ ماسٹر تھے۔نہایت ہی بارعب، باوقار شخصیت، بہت ہی کم گو اور سنجیدہ، شاذ ہی کلاس رومز کے آگے سے گزرتے۔ ہر اُستاد اپنا کام تندہی سے کرتا اور شاہ صاحب اس میں کوئی مداخلت نہ کرتے۔ پرائمری میں ماسٹر حسن محمد صاحب، ماسٹر چراغ دین صاحب اور ماسٹر محمد بخش صاحب کے نام یاد ہیں۔مڈل میں ماسٹر عبدالرحمن صاحب حساب پڑھاتے تھے۔سوال بہت اچھی طرح سمجھاتے۔ان کا بڑا رعب تھا،نظر سے ہی سب پر کنٹرول رکھتے۔زراعت کے ماسٹر اللہ بخش صاحب تھے جو زراعت عملاً زرعی فارم میں سکھاتے۔ ماسٹر خداداد صاحب پی ٹی کرواتے۔ یہ دو بزرگ استاد تو ربوہ میں کافی عرصہ تک بہت محبت سے ملتے رہے۔تعلیم الاسلام ہائی سکول 1951 میں چنیوٹ میں تھا،سو روزانہ ریل پر آتے جاتے۔ میرے کلاس ٹیچر محترم محمد ابراہیم ناصر صاحب تھے۔ بڑی ہی پیاری شخصیت۔انگریزی اور حساب غالباً وہی پڑھاتے تھے۔ میں ان مضامین میں ٹھیک تھا، مجھ سے خوشنودی کا اظہار فرماتے تھے۔ بزرگوارم

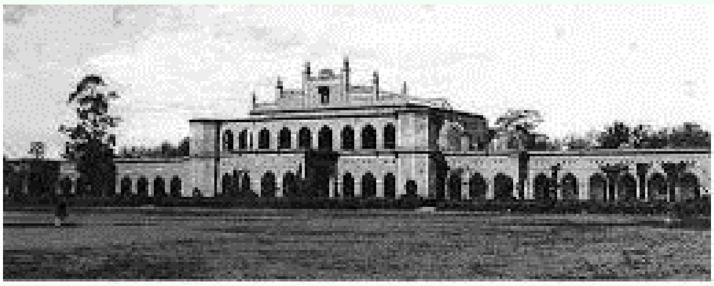

محمد ابراہیم بھامبڑی صاحب ہمارے دینیات کے استاد تھے۔بہت خوش اخلاق تھے،جب بھی ملتے، گلے لگا کر ملتے تھے۔سائنس ماسٹر حضرت صوفی غلام محمد صاحب تھے۔سائنس خوب سمجھاتے، پریکٹیکل کرواتے، گیسز وغیرہ بنواتے اور بھی تجربات کرواتے۔خوب بارعب اور صحت مند شخصیت رکھتے تھے۔تعلیم الاسلام کالج جب لاہور ہی میں تھا، بزرگوارم عطاءء الرحمن صاحب بھی اچھی طرح فزکس انگریزی میں پڑھاتے کہ ان کی کوئی نظیر نہ تھی۔کیمسٹری پروفیسر حبیب اللہ خان پڑھاتے تھے۔بڑے ہی مخلص اُستاد تھے۔سب ہی سادہ شخصیت اور سادہ لباس تھے۔کیمسٹری کے پریکٹیکل کے انسٹرکٹر محترم سعیداللہ خان تھے، بعد میں کالج میں پروفیسر بنے۔انگلش کے پروفیسر بزرگوارم عبدالقادر صاحب تھے ۔ خوب بانکی شخصیت کے مالک تھے ۔ چست اچکن اور سفید خوبصورت پگڑی پہنتے۔قدآور اور متأثر کن شخصیت تھے ۔انگلش ایسی فرفر پڑھاتے کہ انگریز بھی ایسی نہ پڑھاتے ہونگے۔ امریکن پروفیسروں سے تو میں پڑھا ہوں وہ تو اس سپیڈ سے نہ پڑھاتے تھے۔ بزرگوارم چوہدری محمد علی صاحب ہمارے ہوسٹل کے سپرینٹینڈنٹ تھے، بعد میں کالج کے پرنسپل بھی رہے۔بزرگوارم صوفی بشارت الرحمن صاحب ا نکے اسسٹنٹ تھے ۔ دینیات کے پروفیسر مولانا ارجمند خان صاحب تھے ،بہت ہی محنت سے قرآن کا ترجمہ پڑھاتے۔نیک تھے، بھاری بھرکم شخصیت رکھتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ان سب اساتذہ کو اجرعظیم اور جماعت کو علمی میدان میں نمایاں ترقیات سے نوازے۔آمین۔

جستہ جستہ

(عطاء الحق قاسمی کے ایک کالم سے اقتباس)

مجھے اپنے پرائمری سکول کے ایک ماسٹر کبھی نہیں بھولتے ..... کلاس میں لڑکے شرارتیں بہت کرتے تھے اوران شرارتوں پر قابو پانے کا طریقہ ماسٹر صاحب کی اپنی ایجاد تھا۔وہ ڈنڈا لہراتے ہوئے کلاس روم کے شریف النفس طالبعلموں پر بھی حملہ آور ہوجاتے کہ وہ ہرایک کو شک کی نظر سے دیکھتے تھے۔

ہمارے یہ 'شکی القلب' ماسٹر صاحب بہت دکھی قسم کے انسان تھے، مگر انہوں نے اپنے دُکھوں کی تفصیل کبھی بیان نہیں کی، صرف ایک دفعہ اپنی اس بدقسمتی کا ذکر کرتے ہوئے آبدیدہ ہوگئے کہ ملک میں روزانہ حکومتیں بنتی اور ٹوٹتی ہیں، کیسے کیسے نالائق لوگ وزیر بنائے جاتے ہیں مگر وزارت تعلیم کے لئے کسی کی نظران پر نہیں پڑتی، حالانکہ انہوں نے اتنے اچھے نمبروں میں منشی فاضل کا امتحان پاس کیا ہوُا ہے۔غالباً انہی بدقسمتیوں کی وجہ سے وہ مسکرانے کے خلاف اور ہنسنے کے تو انتہائی دشمن تھے۔

فرمایا کرتے کہ اگر میں ملک کا وزیر اعظم ہوتا تو ایک قانون پاس کرتا کہ جو ہنسے اسے پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔چنانچہ کلاس میں اگر کسی کو ہنستے دیکھ لیتے تو اسے رونے پر مجبور کردیتے۔بعض اوقات تو مار کھانے والا دھاڑیں مار مار کر روتا۔ان لمحوں میں وہ اسے پچکارتے، پیار کرتے اور کہتے تمہیں اس وقت اندازہ نہیں ہوسکتا کہ روتا ہوُا انسان کتنا خوبصورت لگتا ہے۔اگر اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتے ہوتو گھر جا کر آئینے کے سامنے کھڑے ہو کر رونا۔اگر رونے میں دقت پیش آئے تو مجھے بلا لینا۔

ماسٹر چراغ دین ہمیں اس قسم کے اشعار بھی سنایا کرتے تھے:

فانی ہم تو جیتے جی وہ میّت ہیں بے گور و کفن
غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا

پڑھی نماز جنازہ ہماری غیروں نے
مرے تھے جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے

ماسٹر صاحب فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی ابتداء اورانتہا رونا ہے۔انسان پیدا ہوتا ہے تو روتا ہے،مرتا ہے تو رورو کر لوگوں کا برا حال ہو جاتا ہے۔اسی طرح شادی کے وقت دلہن روتی ہے،اسکے والدین اور بہن بھائی روتے ہیں،جسپر ایک دفعہ ایک لڑکے نے کہا کہ:''جناب دولہا تو ہنس رہا ہوتا ہے۔'' جس کے جواب میں ماسٹر صاحب بولے:''پھر اس کے بعد ساری عمر روتا بھی تو وہی ہے!''

آج بھی کبھی بیٹھے بیٹھے ماسٹر چراغ دین کی یاد آتی ہے تو عقیدت سے میری آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں۔اللہ انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ہم لواحقین کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔یہ دعا مانگتے ہوئے اچانک میرے ذہن میں خیال آیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول ہوگئی تو کیا بنے گا کیونکہ میں تو بے دھیانی میں اپنے مرحوم استاد کے لئے یہ دعا مانگ بیٹھا ہوں،جنت میں تو لوگ ہنس کھیل رہے ہوں گے اور یہ چیز ماسٹر صاحب کے لئے روحانی اذیت کا باعث بنے گی،بلکہ خود انہیں بھی خوش رہنے کے بے شمار مواقع ملیں گے،جو ان کے لئے شاید قابل قبول نہ ہوں......

تعلیم الاسلام کالج اولڈ سٹوڈنٹس ایسوسی ایشن برطانیہ کے ممبران سے التماس

☆ کیا آپ نے سالِ رواں 2020 کی ممبرشپ فیس (£24) ادا کردی ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم جلد ادا کردیں۔

☆ کیا آپ نے مستحق اور نادار طلبہ کی مالی اعانت کے لئے ادائیگی کردی ہے؟ اگر نہیں تو اس کارخیر میں دل کھول کر حصہ لیں۔

TICOSA UK
Bank Name : Natwest Bank
Sortcode : 602009
Account number : 35109920

عبدالمنان اظہر۔سیکریٹری فائینس Ph. 07886381033

نظم...ڈاکٹر مہدی علی قمر شہید

اے کاش کہ ایسا ہو
اس شامِ جدائی میں
کھویا ہؤا اک لمحہ
چپکے سے پلٹ آئے
بے جان سی پلکوں پہ
ٹھہرا ہؤا اک آنسو
اس درد کی سُولی سے
پل بھر کو اُتر آئے
پھیلے ہوئے دامن میں
دے جائے سخی کوئی
خیرات محبت کی
اے کاش کہ ایسا ہو
اس شامِ جدائی میں
پل بھر کو سہی لیکن
اس دل میں اتر آئے
اے کاش کہ ایسا ہو!
اے کاش کہ ایسا ہو!!

جس بزم میں ذِکرِ شہِ ابرار نہیں ہے
اُس بزم سے کچھ ہم کو سروکار نہیں ہے
جو کان شناسا نہیں گلبانگِ نبیؐ سے
وہ واقفِ رعنائیِ گفتار نہیں ہے
گزرے ہیں بہت بحرِ محبت کے شناور
ہر ایک کوئی آپ سا جیدار نہیں ہے
کیا وصف بیاں مجھ سے ہو اخلاقِ نبیؐ کا
حاشا مجھے یہ طاقتِ اظہار نہیں ہے

(مکرم پروفیسر نصیر احمد خان صاحب)

نظم...مبارک صدیقی

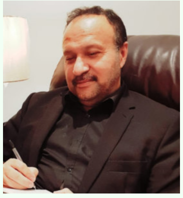

کوئی بارش وہ برسا مولا
پھر موسم سارے چمک اٹھیں
پھر لوگ مبارک بادیں دیں
پھر سجدہ گاہیں دمک اٹھیں
کیا بھول ہوئی انسانوں سے
ہم عرض کریں یہ رو رو کر
اب معاف بھی کر تقصیروں کو
ہم تھکے جنازے ڈھو ڈھو کر
اک بات کھٹکتی ہے سائیں
کچھ لوگ خدا بن بیٹھے تھے
کچھ دشت بگولوں کے ذرّے
خود کیا سے کیا بن بیٹھے تھے
اِک نادیدہ سے مچھر نے
اوقات کرا دی یاد ہمیں
کیا منظر تھے کیا موسم تھے
ہر بات کرا دی یاد ہمیں
اب تنہائی میں یاد آیا
ہم بھولے تھے اوقات سائیں
پر جانے دے ہم چاکر ہیں
کر پیار کی پھر برسات سائیں
ہم لوگ فقیر ترے در کے
تو مالک ہے ستّار بھی ہے
تو پالن ہار ہمارا ہے
تو مرشد بھی غفار بھی ہے
کوئی بارش وہ برسا مولا
پھر موسم سارے چمک اٹھیں
پھر لوگ مبارک بادیں دیں
پھر سجدہ گاہیں دمک اُٹھیں

کورونا وائرس: کووِڈ 19 کے علاج کے لیے ویکسین کب تک بن جائے گی؟

اگرچہ دنیا بھر میں دو لاکھ سے زیادہ لوگ کووڈ 19 کی وجہ سے ہلاک ہو چکے ہیں مگر ابھی تک ایسی کوئی دوا سامنے نہیں آئی ہے جو اس بیماری کا علاج کرنے میں ڈاکٹروں کی مدد کر سکے۔

توفی الحال ہم کورونا وائرس کے علاج کی دوا کی تیاری سے کتنا دور ہیں؟

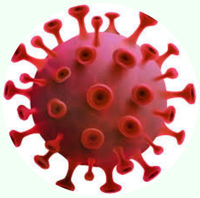

علاج ڈھونڈنے کے لیے کیا کام ہو رہا ہے؟

پوری دنیا میں 150 سے زیادہ ادویات پر تحقیق ہو رہی ہے۔ ان میں سے اکثر وہ ہیں جو پہلے ہی مختلف بیماریوں کے علاج کے لیے استعمال ہو رہی ہیں اور اب اس وائرس کے خلاف ان کا ٹرائل کیا جا رہا ہے۔

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) نے 'یکجہتی ٹرائل' کا آغاز کیا ہے جس کا مقصد قابل بھروسہ علاج کا تعین کرنا ہے۔ برطانیہ کا دعویٰ ہے کہ اس حوالے سے اس کا ٹرائل دنیا میں سب سے بڑا ہے، جس میں تاحال پانچ ہزار سے زیادہ مریض حصہ لے رہے ہیں۔

دنیا بھر میں کئی تحقیقی سینٹرز کورونا وائرس سے صحت یاب ہونے والوں کے خون سے علاج ڈھونڈنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کس قسم کی دوا کام کر سکے گی؟ اس سلسلے میں تین وسیع نقطہ نظر پر کام ہو رہا ہے۔

- اینٹی وائرل ادویات کا استعمال جو کورونا وائرس کے جسم کے اندر پھیلنے کی صلاحیت پر براہ راست اثرانداز ہوتی ہیں
- وہ دوائیں جو مدافعت کے نظام کو بہتر حالت میں لا سکتی ہیں کیونکہ مریض اس وقت زیادہ بیمار ہوتا ہے جب اس کا مدافعت کا نظام حد سے زیادہ ردِعمل ظاہر کرتا ہے اور اس طرح پورے جسم کو نقصان پہنچاتا ہے
- ایسی اینٹی باڈیز جو کورونا وائرس پر حملہ کر سکیں، چاہے وہ کسی صحت یاب شخص کے خون سے لی گئی ہوں یا لیبارٹری میں بنائی گئی ہوں۔

عالمی ادارہ صحت کے ڈاکٹر بروس ایلوارڈ نے اپنے چین کے دورے کے بعد کہا تھا کہ 'ریمڈیسیور' وہ واحد دوا ہے جو کورونا وائرس کے خلاف کچھ مؤثر ثابت ہوئی ہے۔ یہ اینٹی وائرل دوا اصل میں ایبولا کے علاج کے لیے بنائی گئی تھی لیکن چند دوسری بیماریوں کے لیے اس دوا کا تجربہ زیادہ مفید رہا ہے۔ یہ جانوروں میں دوسرے مہلک کورونا وائرس کے علاج میں بھی مؤثر ثابت ہوئی ہے جیسے مرس (مڈل ایسٹ ریسپائریٹری سنڈروم) اور سارس (سویئر ایکیوٹ ریسپائریٹری سنڈروم)۔ یہی وجہ ہے کہ یہ امید پیدا ہوگئی ہے کہ یہ کورونا وائرس کے خلاف بھی مدد کر سکتی ہے۔

یونیورسٹی آف شکاگو کی سربراہی میں کی گئی ایک تحقیق کے نتائج سے یہ سامنے آیا تھا کہ یہ دوا مؤثر ہے۔ یہ عالمی ادارہ صحت کے یکجہتی ٹرائل والی چاروں ادویات میں سے ایک ہے اور اسے بنانے والی کمپنی 'جیلیڈ' بھی اس پر ٹرائل کر رہی ہے۔

کیا ایچ آئی وی کی دوا کورونا وائرس کا علاج کر سکتی ہے؟

اس کے متعلق کافی باتیں ہو رہی ہیں کہ ایچ آئی وی کی ادویات، لوپناویر اور ریٹوناویر، مل کر کورونا وائرس کے خلاف مؤثر ثابت ہو سکتی ہیں لیکن اس کا کوئی ٹھوس ثبوت سامنے نہیں آیا۔ ایسی کچھ شہادتیں ضرور ملی تھیں کہ یہ لیبارٹری میں کام کر سکتی ہے لیکن انسانوں پر کی گئی تحقیق بہت مایوس کُن ثابت ہوئی ہے۔

دونوں ادویات کے اس میل نے کورونا وائرس سے صحت یابی کے عمل کو تیز نہیں کیا، ہلاکتیں کم نہیں کیں اور کووِڈ 19 کے مریضوں میں وائرس کی شدت کو بھی کم نہیں کیا۔

(بشکریہ: www.bbcurdu.com)

ایک عظیم سائنس دان۔پروفیسر عبدالسلام

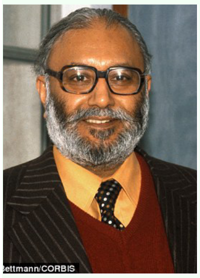

اخباری نمائندوں اور پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن سے خطاب

(پروفیسر آصف علی پرویز۔لندن)..قسط:57

دوست: آپ نے پچھلی گفتگو میں بیان کیا تھا کہ پروفیسر عبدالسلام صاحب نے سندھ کی مختلف یونیورسٹیوں میں خطاب کیا۔ اس کے بعد کراچی میں آپ کی کیا مصروفیات رہیں؟

آصف: 31 دسمبر 1979ء بروز سوموار آپ نے صحافیوں سے خطاب کیا اور ان کے مختلف سوالات کے جواب دیئے۔

دوست: صحافیوں کے کسی خاص سوال کے بارہ میں آپ بتائیں۔

آصف: ایک صحافی نے سوال کیا کہ آپ کی تحقیق بڑی گہری اور علمی ہے یہ بتائیں اس سے انسانیت کو کیا فائدہ ہوگا۔

دوست: یہ تو بہت ہی دلچسپ سوال ہے۔ پروفیسر عبدالسلام صاحب نے اس کا کیا جواب دیا؟

آصف: آپ نے کہا کہ جب 1937ء میں ایٹمی قوت دریافت ہوئی تھی تو اس وقت بھی لوگوں نے یہی سوال کیا لیکن چند سالوں کے اندر اندر دنیا نے دیکھ لیا کہ اس کے بے شمار فوائد ہیں۔ مثلاً دنیا میں اس وقت بڑے بڑے بجلی گھر ایٹمی طاقت سے ہی چلائے جا رہے ہیں۔

دوست: مجھے خوب یاد ہے کہ آپ نے بتایا تھا کہ کراچی شہر میں ہی ایٹمی طاقت سے چلنے والا بجلی گھر موجود ہے اور مغربی ممالک میں تو زیادہ تر بجلی ایٹمی طاقت سے ہی پیدا کی جاتی ہے لیکن پروفیسر عبدالسلام صاحب کی تھیوری کی وجہ سے کیا کچھ ہوگا۔

آصف: اس کا سوفیصد جواب تو میں بھی نہیں جانتا لیکن مجھے یقین ہے اس تھیوری کی بنیاد پر اگلی صدی میں ایسی ایسی ایجادیں ہوں گی جن کا ہم اس وقت تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ایک اور بتانے والی بات یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے اسی طرح اس کی پیدا کردہ چار طاقتیں بھی متحد ہو کر وحدانیت کا پیغام دیں گی۔

دوست: اس کے بعد کوئی اہم تقریب؟

آصف: 31 دسمبر 1979ء کی سہ پہر کو پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن نے ایک تقریب منعقد کی جس میں پروفیسر عبدالسلام صاحب کو اس ادارے کی تاحیات ممبر شپ پیش کی گئی۔ اس ادارے کے صدر جناب ڈاکٹر بدر صدیقی صاحب نے سپاسنامہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ پروفیسر عبدالسلام صاحب کو نوبل انعام ملنے کی وجہ سے پاکستان کی ساری دنیا میں بہت شہرت ہوئی ہے۔ آپ نے پروفیسر عبد السلام صاحب کو پاکستان میڈیکل ایسوسی ایشن کا نشان بھی پیش کیا۔

دوست: پروفیسر عبدالسلام صاحب نے اپنے خطاب میں کیا فرمایا؟

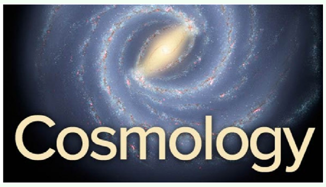

آصف: آپ نے کہا کہ علم طبیعات کی تحقیق تمام انسانیت کا مشترکہ ورثہ ہے کیونکہ سائنس کی یہ شاخ قوانین قدرت کے بارہ میں معلومات مہیا کرتی ہے۔ اسی طرح سے اس کی ایک شاخ فلکیات (Cosmology) تخلیق کائنات کے بارہ میں غور کی دعوت دیتی ہے۔

دوست: کیا آپ نے قرآن مجید کی کسی آیت کا حوالہ بھی دیا؟

آصف: جی ہاں! آپ نے سورۃ الملک کی آیت نمبر 514 پڑھی جو یہ ہے:

الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ
فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ﴿۳﴾ ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ
اِلَیْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّ هُوَ حَسِیْرٌ ﴿۵﴾

ترجمہ: وہی ذات ہے جس نے سات آسمانوں کو طبقہ در طبقہ پیدا کیا۔ تُو رحمان کی تخلیق میں کوئی تضاد نہیں دیکھتا۔ پس نظر دوڑا۔ کیا تو کوئی رخنہ دیکھ سکتا ہے؟ نظر پھر دوسری مرتبہ دوڑا، تیری طرف نظر ناکام لوٹ آئے گی اور وہ تھکی ہاری ہوگی۔

دوست: آپ نے اور کیا کہا؟

آصف: آپ نے کہا کہ تاریخ انسانیت کی طرح سائنس کے ارتقاء نے بھی گردشِ ایام دیکھے ہیں۔ ایک وقت تھا جب سائنس کی دنیا پر مسلمانوں کی حکومت تھی جن میں الخوارزمی، ابن سینا، عمر خیام، ابن رشدی جیسے عظیم مفکر اور سائنسدان تھے۔انہوں نے طب، جراحت، ریاضیات، علم فلکیات میں بہت تحقیقی کام کئے۔علی ابن النفیس نے خون کی گردش (Plumonary Circulation) کے بارہ میں بہت تحقیق کی۔انہیں کی کتابوں کے تراجم کر کے مغربی سائنس دانوں نے بہت کچھ سیکھا۔آپ نے سوال کیا کہ ہم مسلمانوں نے یہ کیسے کھودیا اور آج مسلمان تحقیق کے میدان میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔

دوست: میرا خیال یہ ہے کہ مسلمان علماء فروعی مسائل میں الجھ گئے اور ہر کوئی اپنے فرقہ کو سب سے اونچا کرنے میں لگ گیا اور ملائیت نے اپنے پنجے گاڑ لئے۔یہ بتائیں کہ کیا پروفیسر عبدالسلام صاحب نے اس بارہ میں کوئی مثبت تجویز دی۔

آصف: جی ہاں! آپ نے تجویز دی کہ میڈیکل کے شعبہ میں تحقیق کیلئے ایک (Talent Fund) قائم کیا جائے اور اس رقم سے ذہین ڈاکٹر تحقیق

کاموں میں حصہ لیں۔آپ نے کہا کہ یہ کام حکومت پر نہیں چھوڑنا چاہئے بلکہ اپنی مدد آپ کے سنہری اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے خود بھی تحقیقی کاموں میں آگے آنا چاہئے۔آپ نے بتایا کہ نوبل انعام کی جو رقم آپ کو ملی ہے آپ نے اسے علمی و تحقیقی کاموں کے لئے وقف کر دیا ہے۔

دوست: کیا ہی شاندار مثال ہے کہ انعام کی رقم کو اپنی ذات پر خرچ کرنے کی بجائے علمی کاموں کے لئے آپ نے وقف کر دی۔کیا کوئی کاروباری یا سیاستدان ایسا کر سکتا ہے؟ اس کے بعد آپ کی کیا مصروفیات رہیں۔؟

آصف: اس کا ذکر ہوگا اگلی محفل میں!

ایک شخص مارک ٹوین کے گھر گیا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مارک ٹوین نے بے شمار کتابیں اکٹھی کر رکھی ہیں لیکن یہ تمام کتابیں نہایت بے ترتیبی سے مختلف کمروں کے فرش اور کھڑکیوں کے طاقوں میں رکھی ہوئی ہیں۔اس نے جب اس بے ترتیبی کے بارے میں سوال کیا تو مارک ٹوین نے نہایت معصومیت سے جواب دیا:۔

جناب بات دراصل یہ ہے کہ لوگوں کے گھروں سے کتابیں تو مانگ کر لائی جا سکتی ہیں لیکن الماریاں نہیں مانگی جا سکتیں

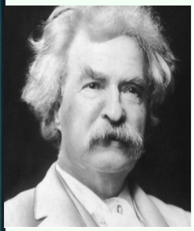

المنار

المنار ہر ماہ باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کی مرکزی ویب سائٹ alislam.org پر upload کر دیا جاتا ہے۔آپ گزشتہ شمارے دیکھنا چاہیں تو Periodicals کے حصّہ میں جا کر ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ المنار کو ہمیشہ آپ کی آراء کا انتظار رہتا ہے۔(ادارہ)

''المنار'' میں اشتہارات دے کر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔جہاں اس سے آپ کے کاروبار میں فائدہ ہوگا وہیں غریب و نادار طلباء کی مدد بھی ہوگی۔اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو آمین۔رابطہ فرمائیں:

رانا عبدالرزاق خان۔جنرل سیکرٹری۔فون و واٹس اپ:00447886304637

المنار آپکا اپنا رسالہ ہے۔ ازراہ کرم ہمیں اپنی تجاویز اور تحریرات بھجواتے رہیں۔اگر آپ کے پاس کالج کے زمانے کی کوئی نادر تصویر موجود ہے تو وہ بھی اشاعت کے لئے ارسال فرمائیں۔جزاکم اللہ۔

(سیکریٹری اشاعت)

Syed Naseer Ahmad
naseerahmadsyed@gmail.com
Ph. 00447762366929